

سلسلہ
مواعظ حسنہ نمبر ۱۴

تکمیل معرفت

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی

کتاب خانہ مظہری

گلشن اقبال، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی نرس ۳۶۸۱۲-۳۹۹۲۱۷۶

سلسلہ مواعظِ حسنہ نمبر ۱۴

تکمیل معرفت

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دہلی کا تہم

ناشر

کتاب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی نزد ۳۶۸۱۱۲ ۳۹۹۲۱۴۶

انتساب

القرآن ہمدرد تہذیب و تربیت اور حقیقت مرشد، مولانا مفتی سید
اعجازت القاسمی شاعر اور اہل حق صاحب امتیاز جامعہ اسلامیہ اور اہل حق
مولانا شامی صاحب امتیاز جامعہ اسلامیہ اور اہل حق اور اہل حق
مولانا شامی صاحب امتیاز جامعہ اسلامیہ اور اہل حق اور اہل حق
۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۵ء تک

۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۵ء تک

نام و عنون _____ تکمیل معرفت
واعظ _____ عارف باندہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب امتیاز برکات
جامعہ و مرتب _____ سید عشرت جمیل میر
کتابت _____ محمد علی زاہد
تصحیح (کتابت میں غلطی کی نشاندہی) _____ حافظ محمد یونس ایم ایس سی ایم ایڈ

ناشر

کتاب خانہ مظہری

گلشن اقبال، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فریڈ ۳۶۸۱۱۲ ۳۹۹۲۱۶۶

فہرست

- ۳ پیش لفظ
- ۶ تکمیل معرفت
- ۷ کلمہ طیبہ کے معانی
- ۸ مقصد تخلیق معرفت حق ہے
- ۹ عارف کی پہچان
- ۹ حُب مال ایک الہِ باطل ہے
- ۱۱ کیا ہر شخص تارکِ سلطنت بلخ ہو سکتا ہے؟
- ۱۲ نعمتوں میں انہماک جو باعثِ غفلت عن الحق ہو دوسرا الہِ باطل ہے
- ۱۳ تیسرا الہِ باطل حُب جاہ ہے
- ۱۶ سب سے بڑا الہِ باطل حُسنِ مجازی ہے
- ۱۶ علاج حُسن پرستی
- ۱۹ اکابر اولیاء اللہ کی احتیاط امارد سے
- ۲۰ علاج امرد پرستی
- ۲۳ نورِ تقویٰ لا الہ کے منفی اور لا اللہ کے مثبت تارک سے پیدا ہوتا ہے
- ۲۵ بعثتِ نبوت کا ایک اہم مقصد تزکیہ نفس ہے

پیش لفظ

یہ وعظ جو پیش ناظر ہیں ہے مرشدنا و مولانا عارف باللہ شاہ حکیم محمد اختر صاحب امت برکاتہم نے مجلس صیانیہ المسلمین کے سالانہ اجتماع کے تیسرے اور آخری دن کی بعد عصر کی آخری نشست میں مورخہ ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۳ء بروز اتوار بوقت تقریباً پونے پانچ بجے شام جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور کے صحن میں بیان فرمایا جس میں حضرت والادامت برکاتہم نے اپنے خاص عاشقانہ و دلاویز انداز اور دروہجہ کے الفاظ میں حصول نسبت خاصہ علیٰ سطح الولایہ کے لیے قلب کو غیر اللہ سے پاک کرنے کی ضرورت و اہمیت کو واضح فرمایا جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت کی تکمیل اور نسبت مع اللہ کا خواب دیکھنا ریت پر عمل بنانا ہے۔ جتنے معبودان باطل ہیں خواہ باقے ہوں خواہ جاگے یعنی خواہ بتان مجازی کا عشق ہو خواہ حب جاہ و حبا مال وغیرہ ہو جب تک یہ الہ باطلہ قلب سے نہیں نکالے جائیں گے حصول نسبت مع اللہ محال ہے۔ الا اللہ کی تجلی لالہ کی تجلی پر موقوف ہے اس بلین مضمون کو حضرت مرشدی دامت برکاتہم نے مختصر اور جامع انداز میں قرآن و حدیث کے دلائل اور مشنوی مولانا روم کی شرح اور اپنے دروہجہ و زبان عشق سے بیان فرمایا جو ساکنان طریق کے لیے مشعل راہ اور سلوک و تصوف کا نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ شرف قبول عطا فرمادیں اور سالکین طریق کے لیے قیامت تک مشعل ہدایت بنا کر حضرت والادامت برکاتہم اور جملہ خدام و معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنا دیں۔ آمین

اس وعظ کو برادر مہیل احمد صاحب انجینئر نے ٹیپ سے نقل کیا اور احقر
 راقم الحروف نے ترتیب دیا اور گاہ گاہ حوالے بین القوسین درج کیے اور اس کا نام
 ”عیل معرفت“ تجویز کیا گیا اور حضرت والادامت فیوضہم کی نظر ثانی کے بعد آج مورخہ
 ۶ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۹۴ء بروز دوشنبہ پیر و طباعت کیا جا رہا
 ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

احقر سید عشرت عیال میر عفا اللہ عنہ
 یکے از خدام خانقاہ گلشن اقبال کراچی ۶ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ

توبہ کا کمال

فرمایا کہ اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جاوے تو
 توبہ سب کو مٹا دیتی ہے۔ دیکھتے بارود ذرا سی
 ہوتی ہے مگر بڑے بڑے پہاڑوں کو اڑا دیتی ہے

کمالات اشرفیہ

تکمیل معرفت

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمَا بَعْدُ
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (سورة بقرہ) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمَنْ الْمَاءِ الْبَارِدِ -

(ترمذی، ابواب الدعوات)

حضرات سامعین! آج آخری جلسہ میں میرے قلب میں یہ تقاضا ہوا کہ
میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی محبت پر کچھ مضمون عرض کروں۔

کمان تک ضبط بے تابی کمان تک پاس بنامی

کلیجہ تمام لویا رو کہ ہم فسہ یاد کرتے ہیں

یہ شعر ہمارے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پڑھا کرتے تھے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل کی غذا محبت ہے جیسے پیٹ کی غذا

روٹی ہے، آنکھ کی غذا اچھے مناظر، پہاڑ، درخت وغیرہ اچھی چیزیں دیکھنا ہے، دل

کی غذا محبت ہے لیکن اگر غذا ناقص ہوتی ہے تو صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اگر

محبوب ناقص ہے تو دل کی صحت خراب ہو جاتی ہے بلکہ غیر اللہ کا نقطہ آغاز دل

سے اگر لگا تو اسی وقت سے دل کی پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔ حضرت تھانوی

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق مجازی، غیر اللہ سے دل لگانا یہ عذاب الہی ہے جس کو دوزخ کا عذاب دُنیا میں دیکھنا ہو تو وہ ان لوگوں کو دیکھ لے جنہوں نے غیر اللہ سے دل کو لگایا ہے نیند غائب، ہر وقت پریشان اور دل میں اختلاج۔ ویلیم فائیو کھایا، ویلیم ٹین کھایا، آخر میں پاگل ہو کر گد و بندر چلے گئے۔ اس دُنیا سے کتنوں کو پاگل کر دیا۔ اس لیے حکیم الامت فرماتے ہیں کہ عشق مجازی عذاب الہی ہے اور حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کسی کے جغرافیہ اور رنگ و روپ سے، ظاہری ڈسٹمبر اور نقش و نگار سے، آنکھوں سے اور کتابی چہرے سے دل لگاتا ہے کچھ دن کے بعد یہ محبت نفرت اور عداوت سے تبدیل ہو جاتی ہے اور جو اللہ والی محبت ہوتی ہے ہمیشہ قائم رہتی ہے، تروتازہ رہتی ہے یعنی دُنیا میں بھی عالم برزخ میں بھی، میدانِ محشر میں بھی اور جنت میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ والے جو اللہ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں میدانِ محشر میں بھی عرش کے سائے میں رہیں گے۔ یہ اللہ والی محبت ایسی نعمت ہے۔ لہذا حضرت فرماتے ہیں کہ اگر محبوب ناقص ہے اور دل کو یہی ناقص غذا دے دی تو دل تباہ ہو جائے گا خراب ہو جاتے گا۔

لہذا اس سلسلہ میں آج لا اِلهَ اِلا اللہ محمد رسول اللہ
کی تفسیر کرنا چاہتا ہوں لا اِلهَ کے معنی غیر اللہ سے

کلمہ طیب کے معانی

دل کو نہیں لگانا۔ جتنے باطل خدا ہیں خواہ وہ جاہ کے ہوں خواہ باہ کے ہوں یا حُسن کے ہوں، ان باطل خداؤں سے قلب کو پاک کر لو تب اِلَّا اللہ ملے گا۔ ایک فرج کے افسر نے مجھ سے پوچھا کہ اِلَّا اللہ کیسے مضبوط ہوتا ہے۔ میں نے کہا جتنا اِلَّا اللہ

مضبوط ہوگا اتنا ہی اِلَّا اللّٰہُ مضبوط ہوتا ہے۔ اگر باطل خداؤں سے قلب پاک نہیں ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی گندم لگاتے لیکن وہیں دوسرے گھاس چودے پیدا ہو جائیں تو گندم کی کھاد اور پانی کو دوسری گھاس اور چودے لے لیں گے اور گندم کمزور رہ جائے گا۔ غیر اللہ دل میں ہوگا تو الا اللہ کی صحیح کیفیت محسوس بھی نہ ہوگی۔

دس ہزار روپے والا عطر عود ایک شخص نے لگایا مگر تہی کا پانخانہ بھی لگا لیا اور ایک مہینہ سے غسل بھی نہیں کیا تھا۔ پسینہ کی بدبو آرہی ہے۔ بتائیے عطر عود کی خوشبو محسوس ہوگی؟ اس لیے اللہ تعالیٰ نے الا سے گویا قلب و روح کو دنیا کی بدبو اور پسینہ اور غیر اللہ کی آلائش سے پاک فرمایا پھر الا اللہ کا عطر عطا فرمایا۔ غیر اللہ کی شغی کو مقدم کیا۔ کلمہ کا یہ پہلا جز ہے۔ لیکن غیر اللہ سے کٹنا اور اللہ سے جڑنا کس طرح سے ہوگا۔ محمد رسول اللہ۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سنت سے اللہ ملے گا اور طریقہ سنت پر چلنے والے کون ہیں؟ اللہ والے، متبعین سنت عارفین ہیں ان سے ہی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ پوچھنا پڑے گا۔ اَلرَّحْمٰنُ فَاَسْئَلُ بِہٖ خَبِيْرًا (پارہ ۱۹، سورۃ فرقان آیت ۲۴) رحمن کی شان کو باخبر لوگوں سے یعنی اللہ والوں سے پوچھو۔ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی فرماتے ہیں کہ خبیرا سے مراد عارفین ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اَوْ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا

مقصد تخلیق معرفت حق ہے

لِيَعْبُدُوْا (پارہ ۲۶، سورۃ الذاریات آیت ۳۳) اے انسانو! ہم نے تمہیں اپنی معرفت کے لیے پیدا کیا ہے۔ حضرت آلوسی فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہماری زندگی کا مقصد معرفت فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہی کیوں نہیں نازل

فرمادیا کہ وما خلقت الجن والانس الا ليعرفون ہم نے تمہیں اس لیے پیدا کیا تاکہ تم ہمیں پہچان لو جان لو۔ جب مقصود اس آیت کا معرفت ہے تو لِيَعْبُدُونِ کیوں مندرمایا۔

علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں اس اشکال کا یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے لِيَعْبُدُونِ

عارف کی پہچان

اس لیے نازل کیا، ليعرفون نازل نہیں کیا تاکہ جو شخص معرفت کا دعویٰ کرے وہ عبادت کی راہ سے آئے، سنت کی راہ سے آئے۔ سچا عارف وہی ہے جو عابد ہے، اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار ہے، سنت کی راہ پر چلنے والا ہے۔ یہ نہیں کہ سمندر کے کنارے بھنگ پی رہا ہے، چرس پی رہا ہے، ہیر و تن پی رہا ہے اور عارف باللہ بنا ہوا ہے وہ عارف باللہ نہیں ہے باگڑ بٹا ہے، باگڑ بلا بچوں کا دودھ پی جاتا ہے یہ لوگوں کا ایمان پی جاتا ہے۔ اسی طرح جو حسن فانی سے دل لگاتا ہے جن کے چہرے بگڑنے والے ہیں جن کے چہروں کا جغرافیہ بگڑنے والا ہے ایسی بگڑنے والی صورتوں پر بگڑتا ہے اور مرتا ہے اور تباہ ہوتا ہے، یہ بھی باگڑ بٹا ہے۔ ایسے لوگ عارف باللہ نہیں ہو سکتے لہذا میں حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز و اسلوب بیان کے ساتھ ایک عجیب و غریب مضمون پیش کر رہا ہوں تاکہ ہمارے اور آپ کے قلوب غیر اللہ سے پاک ہو جائیں۔

جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ دنیا میں مختلف لوگوں

حُبِّ بَالِ اِيكٍ الْبَاطِلِ هِيَ

کو مختلف چیزوں سے محبت ہوتی ہے کسی کو مال سے بہت زیادہ محبت ہوتی

ہے۔ فرماتے ہیں کہ دنیا دار الغرور ہے اور مال ایسی چیز ہے کہ جس وقت مردہ دفن ہوتا ہے اس کا سارا مال باہر رہ جاتا ہے۔

۵۔ زال لقب شد خاک را دارا العسور

مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو دار الغرور، دھوکے کا گھر اس لیے فرمایا :

۶۔ کہ کشد پارا سپس یوم العسور

کہ جس دن انسان قبر میں دفن ہوتا ہے اس کی ساری دُنیا، اس کا مال و دولت کاروبار، ٹیلی فون بجلی اور قالینیں سب بینک بیلنس ختم اب جناب صرف کفن لمبیٹ کر داخل ہو رہے ہیں۔ لہذا مال سے محبت کرنے والا بے وقوف ہو یا نہیں اور مال کی محبت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پر مال کی محبت غالب ہو جائے، اگر مال کی محبت بیومی بچوں کی محبت شد یہ بھی ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی اشد ہو تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ لہذا تاجر اگر اپنی تجارت سے محبت کرتا ہے جو شدید ہے لیکن خدائے تعالیٰ کی محبت اشد ہے، جب اذان ہوتی ہے تو فوراً فیکس مری چھوڑ کر مسجد بھاگتا ہے زکوٰۃ کا وقت آتا ہے، مدارس کی خدمت کا وقت آتا ہے تو اپنے مال کو مال نہیں سمجھتا تو اس کو آپ نہیں کہہ سکتے کہ یہ غلط محبت ہے۔ بیومی کی محبت کا حق ادا کرتا ہے لیکن جب دینی تقاضے ہوتے ہیں مسجد کی اذان ہوتی ہے تو فوراً مسجد پہنچ جاتا ہے لہذا دُنیا کی محبت شد یہ بھی جائز ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی محبت اشد ہو۔ کچھ ڈگری زیادہ ہو۔ اس کا پتہ جب چلے گا جب اس کا امتحان ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جارہا ہے کہ ایک حسین لڑکی سامنے آگئی۔ یا تاجر ہے اور ایک گلابی دکان پر آگئی، یا جہاز ریز بیٹھ

رہا ہے اور ایتر ہوئیں آتی اس وقت پتہ چلے گا کہ اس کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت زیادہ ہے یا دُنیا کی زیادہ ہے۔ اگر نظر بچا لیتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس پر غالب ہے اور اگر نظر کو خراب کرتا ہے تو سمجھ لو کہ یہ اپنے نفس کا غلام ہے۔ اس کی عبدیت کامل نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا صحیح غلام نہیں ہے۔ خواجہ صاحب کا یہ شعر بڑے درد سے پڑھتا ہوں جو کل بھی پڑھا تھا۔

ہست گو دلو لے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں

تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

کیا ہر شخص تارکِ سلطنتِ بلخ ہو سکتا ہے؟ | تمنا ہی دل چاہے کسی حسین کو دیکھنے کے لیے

یہاں تک کہ اس کے دل میں یہ دوسوہ آجاتے کہ اے خدا اگر تو مجھے سلطنت دیتا تو میں اس حُسن پر فدا کر کے اس کو حاصل کر لیتا لیکن میں تیرے خوف سے اپنی نظر کو بچاتا ہوں تو قیامت کے دن سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا حشر ہوگا کیوں کہ اس نے اس شکل کو جو اس کے قلب میں سلطنتِ بلخ کے متبادل تھی ترک کر دیا، اللہ تعالیٰ کے خوف سے اپنی نظر کو بچایا اپنے قلب و جاں کو بچا کر اپنے ایمان کو بچا کہ **فَقَرُّوا إِلَى اللَّهِ** ہوا غیر اللہ سے بھاگا۔ ان شاء اللہ دیکھنا کہ ایسے لوگوں کے درجے قیامت کے دن سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے برابر ہوں گے کیوں کہ سلطنتِ بلخ تو نہیں دی کہ بے چارہ مولوسی ہے طالبِ علم ہے، صوفی ہے سلطنت کہاں سے لاتے گا لیکن سلطنتِ بلخ کی متبادل صورتوں سے اس نے اپنی نظر کو بچایا ہے اور حرام لذت درآمد نہیں ہونے

دی تو گویا اس نے سلطنت بلخ اللہ پر فدا کر دی۔ قیامت کے دن ان سارا اللہ تعالیٰ
ان کا درجہ دیکھنا۔

۵ داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب
لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی
اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ جگر کے استاد فرماتے ہیں۔
۵ توڑ ڈالے مر و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رخِ زیبا تو نے

زمین کے چاند سورج جیسی حسین شکلوں سے ہم نے صرف نظر کیا ہے تب کہیں
جا کر ہم کو اللہ ملا ہے۔ گناہ سے بچنے کا دل پر زخم کھایا ہے تب دل میں بہا آتی ہے
اسی کو صغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

۵ ہم نے یا ہے دردِ دل کھوکے بہا زندگی
اک گل تر کے واسطے میں نے چمن ٹا دیا

دوستو! اگر لنگر پتھر دے کر ایک کروڑ کا موتی مل جائے تو بتائیے یہ مہنگا سودا
ہے؟ اگر نظر بچانے سے غیروں کو دل نہ دینے سے اللہ ملتا ہے تو اس سے سستا
سودا اور کیا ہوگا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اتنی قیمتی ہے کہ اس کی کوئی قیمت نہیں
نعمتوں پہن انہماک جو باعثِ غفلتِ عن الحق ہو دوسرا اللہ باطل ہے

اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کو رزق اور عمدہ عمدہ غذاؤں کا
شوق ہے۔ یہ لالاکئی تغصیر ہو رہی ہے۔ مال کی نفس ہو چکی۔ اب نمبر آ رہا ہے اچھی

اچھی غذاؤں کا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ بعض لوگ کھانے کے اتنے حریص ہیں کہ دعوت اگر مل جائے تو جماعت کی نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ افطار کا وقت ہے، وہی بڑے ٹھونٹے چلے جا رہے ہیں۔ جب سجدہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں اللہ اکبر۔ اللہ بڑا ہے، گردہ ہی بڑا کتا ہے کہ میں بڑا ہوں۔ میں پہلے نکلوں گا حلق سے۔ کیوں کہ تم نے یہاں تک ٹھونسا ہوا ہے۔ اول تو جماعت کی نماز چھوڑنا جرمِ پھسہ اتنا ٹھوننا کہ حلق سے غذا باہر آنے لگے یہ بھی جائز نہیں۔ صحت کے لیے مضر ہے اتنا کھانا کیسے جائز ہوگا۔ لہذا مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جن کو اچھے اچھے کھانے کا شوق ہے تو بے شک رزق اچھا مل جائے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر رزاق کی محبت پر رزق غالب نہ آئے۔ نعمت کی محبت جب نعمت دینے والے کی محبت پر غالب ہو جائے تو سمجھ لو کہ شیخسناشکر ہے۔

اس لیے علامہ آوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو مقدم فرمایا شکر پر فَاذْكُرْ ذِي اِذْ كَرْتُمْ تم یاد کرو مجھے اطاعت سے۔ یہ تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ تم یاد کرو مجھے اطاعت سے میں تمہیں یاد کروں گا اپنی عنایت سے وَاشْكُرْ ذِي اِذْ كَرْتُمْ۔ علامہ آوسی فرماتے ہیں کہ شکر کو اللہ تعالیٰ نے موخر بیان کیا ذکر کو مقدم فرمایا اس میں کیا حکمت ہے؟ فرماتے ہیں کہ اِنَّ حَاصِلَ الذِّكْرِ الْاِسْتِغَالُ بِالْمُنْعِمِ ذکر کرنے والی نعمت دینے والے کے ساتھ مشغول ہے وَ اِنَّ حَاصِلَ الشُّكْرِ الْاِسْتِغَالُ بِالْمُنْعَمِ جو شکر کر رہا ہے فہ نعمت میں مشغول ہے فَالِاِسْتِغَالُ بِالْمُنْعِمِ اَفْضَلُ مِنَ الْاِسْتِغَالِ بِالْمُنْعَمِ ایک نعمت میں غرق ہے اور ایک نعمت دینے والے میں ڈوبا ہوا ہے یعنی اللہ کی یاد میں غرق ہے۔ ظاہر ہے کہ جو اللہ کی یاد میں مشغول ہے اس کا درجہ بڑا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد کو مقدم فرمایا کہ

اگر تم نے ہماری یاد نہ کی تو نعمتیں تم پر غالب ہو جائیں گی، تم رزق کے غلام بن جاؤ گے، عبد الرزاق کے بجائے عبد الرزق ہو جاؤ گے۔ نعمتوں کے چمچے اتنا لگو گے کہ نعمت دینے والے کو فراموش کر دو گے لہذا ہماری یاد میں زیادہ لگو تاکہ نعمتوں پر ہماری محبت غالب رہے اور ان نعمتوں کا انجام بھی تو سوچو کہ کیا ہے۔ رات کو بریانی کھاتے ہو لیکن صبح کو بیت الخلاء میں کیا نکالتے ہو۔ امپورٹ کمیسی اور ایکسپورٹ کمیسی۔ لہذا نعمت پر شکر تو کرو لیکن دل نہ لگاؤ۔ یہ ہو گیا دوسرا اللہ۔ پہلا اللہ مال تھا۔ دوسرا خدا ہم نے کیا بنایا ہوا ہے؟ رزق اور عمدہ غذائیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ الْهَوَاَ (پہلے، الجاشیہ) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بعض لوگوں نے اپنے نفس کی خواہش کو اپنا خدا بنایا ہوا ہے۔ لہذا لا الہ الا اللہ کی نفی، توحید کامل اس شخص کو حاصل نہیں ہے جو جاہ کا اور مال کا اور حسن کا غلام بنا ہوا ہے۔ زبان سے کتنا ہی توحید توحید کہتا رہے لیکن توحید عملی یہ ہے کہ جاہ کی نفی کر ڈو باہ کی نفی کرو مال کی نفی کرو۔ یعنی ماسوا اللہ پر اللہ کی محبت کو غالب رکھو۔ اسی طرح رزق کے معاملہ میں پلاؤ، بریانی، کباب بے شک حلال اور جائز ہے لیکن اتنا نہ ہو کہ جس کی محبت میں ہم لوگ اللہ تعالیٰ کو مجبور جائیں۔ دو چیزوں کی نفی ہو گئی۔ مال کی اور رزق کی۔

تیسرا اللہ باطل حُب جاہ ہے

نمبر ۳ کیا ہے۔ نمبر تین ہے حُب جاہ
ایک انسان کو اگر سارا لاہور سلام
کرے اور کہے کہ جناب آپ بہت معزز آدمی ہیں تو اس کی عزت میں ایک اعشاریہ
اضافہ نہیں ہوگا۔ ہاں اس بندے سے جس کو سارا لاہور سلام کر رہا ہے اگر اللہ تعالیٰ

قیامت کے دن خوش ہو جائیں تب سمجھ لو کہ اب اس کی قیمت ہے۔ غلام کی قیمت مالک لگاتا ہے غلاموں کی قیمت غلام اگر لگاتے ہیں تو میزان میں کیا آتے گا؟ غلام! غلام مثبت ایک لاکھ غلام تو میزان اور ٹول غلام ہی تو ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن راضی ہو جائے تب سمجھو کہ اب ہماری قیمت ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو خدا جزائے عظیم دے۔ اس حقیقت پر کیا عمدہ شعر فرمایا ہے کہ اے دنیا والو! اپنی قیمت پہلے سے مت لگاؤ، اپنے کو فقا کر کے رہو، مٹ کر کے رہو نہ نماز پر نماز کرو نہ روزہ پر نہ حج پر نہ زکوٰۃ پر نماز۔ بس کرتے رہو اور ڈرتے رہو۔ یہ سوچو کہ قیامت کے دن نہ معلوم ہماری کیا قیمت لگے گی۔ اس لیے حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کبر سے بچاتا ہے کیوں کہ ہمیشہ ایک عظیم غم میرے سامنے ہے کہ قیامت کے دن نہ جانے اشرف علی کا کیا حال ہوگا۔ اُولَئِكَ اَبَائِي فَحَبِثْنِي بِمِثْلِهِمْ۔ لہذا علامہ سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں کہ جاہ کے علاج کے لیے ایک شعر کافی ہے۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے

وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

دوستو! سوچو کہ اس میں کوئی لغت فارسی عربی نہیں ہے۔ مگر یہ شعر کبر کے علاج کے لیے عجیب و غریب ہے۔ فرماتے ہیں کہ اتنے بڑے علامہ ہو گئے، اتنے بڑے تاجر ہو گئے، تمام دنیا تعریف کر رہی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ قیامت کے دن ہماری کیا قیمت لگتی ہے۔ اگر اس دن اللہ ہم سے راضی ہو گیا تب ہماری قیمت ہے ورنہ دنیا کی جاہ و عزت و تعریف کسی کام کی نہیں۔

لذا حکیم الامت فرماتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اپنی قیمت نہ لگاؤ۔ اگر دنیا میں اپنی قیمت لگاؤ گے تو یہ انٹرنیشنل بین الاقوامی حماقت ہوگی۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ کبر کا مرض ہمیشہ بے وقوفوں میں ہوتا ہے۔ آپ خود سوچئے کہ نتیجہ یعنی رزلٹ نکلنے سے پہلے کوئی طالب علم ناز و نخرے کرے تو بے وقوف یا نہیں۔ لہذا حُب جاہ کا علاج ہو گیا۔

اب آئیے ایک مرض اور
سب سے بڑا اللہ باطل حُسن مجازی ہے
 شدید ہے۔ وہ ہے حُسن

پرستی اس موضوع پر میری ایک کتاب ہے ”روح کی بیماریاں اور ان کا علاج“ شاید یہاں بھی مل جائے گی۔ اگر آپ اپنے نوجوان بچوں کو طلبائے کرام کو پڑھا دیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ حُسن کے ڈاکوؤں سے ان کی جوانی محفوظ رہے گی۔ میرے شیخ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے اس کتاب کی زبردست قدر فرمائی اور ایک صاحب کو خط میں لکھا کہ جس کا دل غیر اللہ سے لگ گیا ہو اختر کی کتاب ”روح کی بیماریاں اور ان کا علاج“ اس کو سناؤ تاہم اس وقت میں مولانا رومی کے طرز بیان پر حُسن پرستی کے علاج کے متعلق تھوڑا سا عرض کیے دیتا ہوں کیوں کہ آج کل یہی مرض عام ہے اور اس دور میں یہی مرض اللہ تعالیٰ کے راستہ کا سب سے بڑا حجاب ہے۔

فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کو حسین لڑکیوں کی طرف
علاج حُسن پرستی
 میلان شدید ہوتا ہے بعضوں کو حسین لڑکوں کی
 طرف ہوتا ہے۔ بعضوں کو دونوں سے ہوتا ہے۔ مریضوں کی تین قسمیں ہوتیں اب

مولانا رومی کا طرز بیان سُنیں کہ اگر لڑکی کا عشق ہے تو اس کے بارے میں فرماتے ہیں

زلف جعد و مشکبار و عسل بر

کالی کالی گھونگھر والی زلفیں جن سے مشک کی خوشبو آرہی ہے تمہاری عقل

کو اڑا رہی ہیں۔ خود ناقصات عقل ہیں مگر کامل عقل والوں کی عقل کو اڑا دیتی ہیں لیکن

ان سے مراد نامحرم عورتیں ہیں بیویاں نہیں۔ اپنی بیویوں سے خوب محبت کرنا۔ غیر

محرم عورتوں سے دل لگانے کو منع کر رہا ہوں۔ خواتین یہ سمجھیں کہ یہ تو ایسی تقریر کر

رہا ہے کہ میرا شوہر بھی مجھے حقیقہ سمجھے گا۔ نہیں! تقویٰ کی برکت سے اپنی بیویوں کی

محبت اور بڑھ جاتے گی۔ جب سڑکوں پر نامحرموں سے نظر بچائیں گے تو پھر اپنی بیوی

کی اور زیادہ محبت ہوگی۔ یہ مولانا رومی جو بیان کر رہے ہیں غیر اللہ سے دل لگانے

والوں کے لیے ہے۔ بیوی غیر نہیں ہے۔ بیوی تو اپنی ہے۔ حلال ہے۔ اس کی

محبت عین عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان سے محبت کرو پچھے

اخلاق سے پیش آؤ عَاشِرُ وُھُنَّ بِالْمَعْرُوفِ - اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوال کے جواب میں فرمایا۔ جب عرض کیا کہ

کیا جنت میں حوریں زیادہ حسین ہوں گی یا مسلمان بیویاں زیادہ حسین ہوں گی۔ آپ

نے ارشاد فرمایا کہ اے ام سلمہ جنت میں مسلمان عورتیں حوروں سے زیادہ حسین کر

دی جائیں گی۔ (روح المعانی ۲ ص ۱۲۶) دنیا پیٹ فارم ہے۔ پیٹ فارم

کی پائے کا کیا ہے۔ جیسی پانی ویسی پی لی۔ زیادہ نازنخرے مت کرو۔ عورتوں

کو طعنہ مت دو کہ تو تو بھنگن جمعدارن سے بھی چھٹی نہیں معلوم ہوتی آج جو ہم دیکھ

کر آئے ہیں۔ ظاہری ٹیپ ٹاپ کو مت دیکھو۔ نظر کی حفاظت کرو۔ انشاء اللہ

تعلے جنت میں یہ بیویاں حوروں سے زیادہ حسین کر دی جائیں گی۔ اپنی اپنی بیویوں کو سنا دینا جن کی بیویاں یہاں موجود ہوں۔ پھر دیکھنا کل ان شاء اللہ تعلے اچھا ناشتہ ملے گا۔ میں نے الہ آباد میں جب یہ بیان کیا تو ایک بڑے عالم حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ انہوں نے کہا کہ تمہاری اس تقریر پر میری بیوی نے کہا ہے کہ کل اس مولوی کو انڈے اور پرائٹھے کا ناشتہ کراؤں گی تم اتنے بڑے عالم ہو لیکن تم نے کبھی یہ بات مجھے نہیں سُنائی تو مولانا رومی فرماتے ہیں

ہیں ۵ زلف جعد و مشک بار و عقل بر

جو نامحرم ہیں ان سے دل مت لگاؤ چاہے ان کے گھونگریلے بالوں سے کتنی ہی مشک کی خوشبو آرہی ہو اور تمہاری عقل اڑا رہی ہو کیوں کہ ایک دن ایسا آئے گا۔

۵ آخر او دم زشت پیسہ خر

جب یہ سڑکوں والیاں بڑھی ہو جائیں گی تو ان کی چٹیا بڑھے گدھے کی دُم معلوم ہوگی۔ ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ مولانا نے بڑھے گدھے کی دُم سے کیوں تشبیہ دی۔ میں نے کہا کہ مولانا نے زلفوں کو بڑھے گدھے کی دُم سے اس لیے تشبیہ دی ہے کہ جراتی ہر کسی کی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ مولانا ماہر نفسیات تھے۔ ہو سکتا تھا کہ جو ان گدھے کی دُم سے تشبیہ دینے سے بعض لوگوں کے نفس کو خُسن فانی سے پُچھ رغبت باقی رہتی اس لیے بڑھے گدھے کی دُم سے تشبیہ دی تاکہ نفس کو بالکل ہی نفرت ہو جائے۔ فنائیت حسن پر میرا بھی ایک شعر ہے جو آپ کو سُنایا بھی تھا۔

کڑھچک کے مشعل کمائی ہوئی
 کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی
 ان کے بالوں پہ غالب بغیدی ہوئی
 کوئی دادا ہوا کوئی دادی ہوئی

ایک دن ایسا ہوگا یا نہیں؟ لہذا ایمان مت ضائع کیجئے۔ زندگی ایک دفعہ ملی ہے اسی میں ہم اللہ کے ولی بن سکتے ہیں۔ بار بار دنیا میں نہیں آنا ہے۔ تقویٰ کی زندگی اختیار کر کے اگر ہم اللہ کے ولی بن جائیں تو سارے جہان کی لذتیں بصورت میپسول قلب و رُوح میں ان شاء اللہ تعالیٰ اُتر جائیں گی۔ پھر ایک سجدہ میں ان شاء اللہ دو سو سلطنت سے زیادہ مزہ آئے گا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

ایک ذوقِ سجدۂ پیشِ حُنبدا
 خوشتر آید از دو صد ملکِ ترا

خدا کے حضور ایک سجدہ میں تم کو دو سو سلطنت سے زیادہ مزہ آئے گا
 مگر شرط یہ ہے کہ تقویٰ ہو، اہل اللہ کی صحبت ہو۔

اب مولانا فرماتے ہیں ایک
 اکابر اولیاء اللہ کی احتیاط امارو سے
 مرض اور ہے۔ بعض لوگوں

کو بے داڑھی مچھہ والے لڑکوں کی طرف میلان ہوتا ہے۔ لہذا ایسے لوگوں کو تو لڑکوں سے بہت بچنا چاہیے جب کہ ہمارے بزرگوں نے خود احتیاط کر کے ہمیں سبق سکھا دیا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور حسین لڑکوں کے ساتھ دس شیطان ہوتے ہیں چنانچہ

ایک بار حضرت حمام میں تھے کہ اچانک ایک مرد آگیا۔ آپ نے فرمایا اَخْرَجُوهُ اس کو جلد ہی نکالو۔ میں اس کے ساتھ دس شیطان دیکھ رہا ہوں اور حکیم الامت کی کیا شان تھی۔ آج ہم لوگ حکیم الامت کے عاشق کہلاتے ہیں ہم لوگوں کی زیادہ ذمہ داری ہے حضرت کی تعلیمات پر چلنے کی۔ مولانا شبیر علی صاحب نے ایک بار ایک لڑکے کو اوپر بھیج دیا جہاں حضرت تفسیر بیان القرآن لکھ رہے تھے۔ حضرت فوراً نیچے اُتر آئے۔ ایک لمحہ کی تنہائی کو گوارا نہیں فرمایا اور فرمایا کہ مولوی شبیر علی میری تنہائیوں میں ان لڑکوں کو نہ بھیجا کرو جن کے ابھی وارثی موچھ نہیں آئی اور فرمایا کہ جو لوگ مجھے اپنا بڑا سمجھتے ہیں اور مجھ سے عقیدت رکھتے ہیں میرے اس عمل سے سبق لیں دیکھئے ہمارے بزرگوں نے تو اتنی احتیاط کی ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور میں مولانا رومی ہی کا طرز بیان اختیار کرنا چاہتا ہوں۔

علاج امر و پرستی

فرماتے ہیں،

۱۔ کود کے از حسن شد مولائے خلق

جو لڑکا آج مولائے خلق بنا ہوا ہے، حُسن کی وجہ سے مخلوق نے اس کو اپنا سردار بنا رکھا ہے ہر طرف اس کو ”او باشا ہو“ کہا جا رہا ہے لیکن جب اس کے خوب وارثی موچھ آجائے گی، بڑھاپا آجائے گا تو کیا ہوگا۔ فرماتے ہیں۔

۲۔ بعد پیری شد خرف رُسولائے خلق

پھر اس کی کوئی عزت نہیں رہے گی اور ساری مخلوق میں وہ رُسوا ہو جائے

گا اور فرماتے ہیں۔

۷ ہم چو امر دکن خدا نامش دہند
 مردوں کو یعنی بے دارھی مونچھ والے نوجوان بچوں کو بدخصلت لوگ کہتے
 ہیں کہ آؤ تم خدائے حُسن ہو۔

۷ تابدیں سالوس در دامتش کشند
 تاکہ اس چا پوسی سے اس کو غلط کام کے لیے اپنے جال میں پھانس لیں مولانا
 فرماتے ہیں۔

۷ چول بہ بد نامی برآید ریش او

لیکن جب اسی بد نامی و رسوائی کی حالت میں اس کے خوب دارھی مونچھ
 آجائے گی تو کیا ہوگا۔

۷ ننگ دارد دیو از تفتیش او

اب شیطان بھی اس کی خیریت نہیں پوچھے گا۔ جس پر سب جان و مال فدا
 کر کے ایمان بھی ضائع کر رہے تھے زوالِ حُسن کے بعد سب ادھر ادھر کھسک
 جاتے ہیں میں نے علی گڑھ میں ایک رسالہ پڑھا تھا کہ یونیورسٹی کا ایک طالب علم
 تھا جس کے حُسن پر سب فدا تھے لیکن جب اس کا حُسن زائل ہو گیا تو اس کے
 ایک عاشق نے کہا۔

۷ گمیا حُسن خوبانِ دخواہ کا

ہمیشہ رہے نام اللہ کا

حُسنِ مرد کے علاج پر میرا بھی ایک قطعہ ہے جو روح کی بیماریاں اور اُن کا

علاج میں ہے۔

کبھی جو سبزه آغاز جواں تھا
تو سالار گروہ دلبراں تھا
ذرا اس میں اردو کی بلاغت بھی دیکھئے اگرچہ میں دیہات کا رہنے والا ہوں
لیکن یہ میرے بزرگوں کی کرامت ہے۔

کبھی جو سبزه آغاز جواں تھا
تو سالار گروہ دلبراں تھا
بڑھاپے میں اے دیکھا گیا جب
کسی کا جیسے وہ نانا میاں تھا

اور ایک تازہ شعر مٹنے اسی ہفتہ عشرہ کا ہے۔ تازہ جلیبی گرم گرم چھی معلوم
ہوتی ہے اسی طرح تازہ شعر بھی۔ لہذا میرا تازہ شعر مٹنے۔ یہ اُن کا علاج ہے جن
کو اردو کی طرف میلان ہوتا ہے اور میاں ہونا کوئی گناہ نہیں ہے۔ تقاضائے
گناہ گناہ نہیں ہے۔ تقاضے پر عمل کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔ جیسے روزہ میں سو
دفعہ دل چاہے کہ ٹھنڈا پانی پی لو لیکن جو شخص مجاہدہ کرتا ہے اور پانی نہیں پیتا تو
اس کا اجر زیادہ ہے۔ لہذا اگر تقاضائے گناہ کو برداشت کرتا ہے گناہ نہیں کرتا
تو یہ شخص بہت بڑا ولی اللہ ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ کیوں کہ اس کا مجاہدہ شدید ہے
تو اس کا مشاہدہ بھی شدید ہوگا۔ جتنا زیادہ مجاہدہ ہوگا اتنا ہی زیادہ مشاہدہ ہوگا۔
اب مٹنے میرا شعر۔ بزرگوں کے ارشادات کو میں نے اردو میں نظم کر دیا ہے کہ
ایک دن آئے گا کہ جب بالکل جغرافیہ بدل جائے گا۔ ہر دس سال پر چہرہ کا جغرافیہ

بدل جاتا ہے۔ بیس سال میں کچھ ہے، تیس سال میں کچھ اور ہو گیا، پھر چالیس سال میں کچھ اور بدل گیا۔ پچاس میں حسن کا نقشہ ایسا بدلتا ہے کہ بڑے بڑے عاشقین وہاں سے بھاگتے ہیں۔

۵ ادھر جغرافیہ بدلا ادھر تاریخ بھی بدلی

نہ ان کی ہٹری باقی نہ میری مٹری باقی

اب میرا وہ تازہ شعر سنئے جو میں نے چند دن پہلے کہا ہے۔ جب امر د کے بڑی بڑی موچھ نکل آتی ہے اور داڑھی ناک تک آجاتی ہے جو کال فارغ ابال تھے وہ کال اب نظر بھی نہیں آ رہے کہ کہاں گئے اس پر میرا شعر ہے۔

۵ موچھوں کے زیر سایہ لب یا رچھپ گئے

داڑھی کے زیر سایہ وہ رخسار چھپ گئے

بالوں کی سفیدی میں زلف یا رچھپ گئے

جو یا ر حسن کے تھے وہ سب یا رچھپ گئے

یہ عرض کرتا ہوں کہ صرف اللہ سے دل لگاؤ۔

نور تقویٰ لا الہ کے منفی اور الا اللہ کے مثبت تار سے پیدا ہوتا ہے

یہ تقاضے غناہ کے ہیں اللہ تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں، تقویٰ کی بنیاد اسی پہ ہے کہ تقاضا ہو پھر ہم اس پر عمل نہ کریں۔ مثبت و منفی دو تار ہیں۔ گناہ کا تقاضا ہوا یہ منفی تار ہے۔ ہم نے اللہ کے خوف سے اپنے آپ کو بچایا یہ مثبت تار ہے۔ آج سانس دانوں کی تحقیق ہے کہ دو تاروں سے دنیا کی روشنی ہوتی ہے۔ اللہ نے دونوں تار ہیں

وہ بھی ولی اللہ ہو جاتا ہے جس کو خواجہ صاحب فرماتے ہیں حکیم الامت کو خطاب کر کے کہ ۔

۵ تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کر دیا

پہلے جاں پھر جان جاں پھر جان جانناں کر دیا

اور حکیم الامت کے متعلق فرما رہے ہیں ۔

۵ نقشِ بیتاں مٹایا دکھ یا جمالِ حق

آنکھوں کو آنکھیں دل کو مے دل بنا دیا

جو دل خدا پر فرما نہ ہو وہ دل اس قابل نہیں کہ اس کو دل کہا جائے ۔ وُما

کیجئے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے عمل کی توفیق عطا فرمائیں ۔ اللہ تعالیٰ سے

درخواست کیجئے ۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَاللَّهُ وَبَارِكْ

وَسَلِّمْ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ بِرَحْمَةٍ لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وطفیل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وطفیل اولیاء اُمتِ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین وطفیل ہمارے اکابر حکیم الامت مجدد الملت تھانومی رحمۃ اللہ علیہ اور جنے

اکابر ہیں اور حضرت مولانا محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ جن کے جامعہ میں ہم آپ بیٹھے

ہیں ۔ حکیم الامت کی جوتیوں کا صدقہ ہے ۔ ان کی غلامی کا صدقہ ہے کہ جو غلام جہاں

بیٹھ گیا اس کا وہیں جامعہ کھل گیا ۔

۵ جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں

کوئی مغل ہو تیرا رنگ محسنل دیکھ لیتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جامعہ کے حضرات کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دے دی کہ
 صیانتہ المسلمین کا کام جو ان کا اپنا فرض منصبی تھا یہاں بڑے زور شور اور سرگرمی سے ہو
 رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے جزیل جزائے عظیم جزائے کثیر عطا فرمائے اور
 قبول فرمائے اور اختر کو اور اس کے گھر والوں کو اور جتنے لوگ یہاں آئے ہیں اور ان
 کے گھر والوں کو آپ سب کو آپ سب کے گھر والوں کو سو فیصد خدانسبت اولیائے
 صدیقین عطا فرمائے۔ ہم اس کریم سے چھوٹی ولایت نہیں مانگیں گے کیوں کہ وہ کریم
 ہے جو نا اہلوں کو بدون اتحاق اور بغیر صلاحیت کے عطا فرماتا ہے۔ اے اللہ ہم صرف
 آپ کے کرم کے سہارے پر یہ دُعا مانگ رہے ہیں۔ اپنے کرم سے قبول فرما لیجئے
 اے خدا! جملہ سوتے قضا کو حسن قضا سے تبدیل فرما دیجئے۔ اگر ہمارے قسمت میں ظناک
 مرض لکھے ہیں تو جملہ سستی الاستقام کو صحت و عافیت سے تبدیل فرما دیجئے۔ اگر ہمارا تہ
 خراب لکھا ہے تو آپ اپنے کرم سے اس سوتے قضا کو حسن قضا سے تبدیل فرما دیجئے
 اگر آپ نے ہم کو جنبی لکھا ہے آپ اپنی قدرتِ قاہرہ سے اپنے کرم سے ہم کو جنبی لکھ
 دیجئے۔ جملہ سوتے قضا کو حسن قضا سے تبدیل فرما دیجئے۔ جیسا کہ اے اللہ مولانا
 رومی نے فرمایا کہ اے خدا آپ کا فیصلہ آپ پر حاکم نہیں۔ آپ کا محکوم ہے لہذا
 اپنی حاکمانہ قدرت سے اپنے جملہ فیصلوں کو جو ہمارے لیے مضر ہیں ان جملہ سوتے
 قضا کو حسن قضا سے تبدیل فرما دیجئے۔ بوسنیا کے مسلمانوں کو ظلم سے نجات عطا فرماؤ
 کشمیر کے ان مجاہدین کو جو محصور ہیں ان کے محاصرہ کو توڑ دے۔ ظالم ہندوؤں کا فوٹوں
 کے دلوں میں بزدلی ڈال دے، ان میں اختلاف ڈال دے۔ اے اللہ آپ اپنی
 قدرتِ قاہرہ کے ڈنڈے سے ان ظالموں کو پاش پاش کر دیجئے، ہلاک کر دیجئے، ان

ظالموں کے محاصرہ کو توڑ دیتے۔ عالم غیب سے فرشتوں کو ان کی مدد کو جمع دے غیب سے اسباب پیدا فرما دے۔ آپ خالق الاسباب ہیں۔ مسبب الاسباب ہیں اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَذَوَامَ الْعَافِيَةِ وَالشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ سِرِّ رُبِّ عَالَمٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ۲۳ برس میں جتنی جملاتیاں مانگیں سب ہم کو عطا فرما دے ہم سب کے جتنی بُرائیوں سے پناہ مانگی سب بُرائیوں سے پناہ نصیب فرما دے اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ يَا رَجَاءَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَقْطَعْ رَجَاءَنَا۔ یہ دعا جبریل علیہ السلام لائے تھے یعقوب علیہ السلام کے پاس جس کی برکت سے ان کی ان اولادوں کو اللہ نے معاف کیا ہے جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا تھا۔ تفسیر رُوح المعانی میں ہے۔ تو دو دعا بھی پڑھتا ہوں عزلی میں لے ایمان والوں کی آخری امید۔ یا رجاء المؤمنین لے ایمان والوں کی آخری امید لَا تَقْطَعْ رَجَاءَنَا ہمارے امیدوں کو منقطع نہ کیجئے اور يَا غِيَاثَ الْمُسْتَضِيئِينَ اغِيَاثْنَا وَيَا مُعِينِ الْمُؤْمِنِينَ اَعِيَاثْنَا يَا مُجِيبَ التَّوَابِينَ ثَبِّ عَلَيْنَا۔ یا رب العالمین جتنی بھی دُعاؤں کی ہمارے دوستوں نے ہم سے فرمائش کی ہے یا اس مجمع میں جن لوگوں نے ہم سے کہا ہو یا اللہ جتنے میرے دوستوں نے دُعاؤں کی فرمائش کی ہے۔ یا انہوں نے خط لکھا ہو اور ہم کو نہ ملا ہو یا ہم نے وعدہ کیا ہو یا وہ ہماری دُعاؤں سے توقع رکھتے ہوں اللہ تعالیٰ اختر کو اور ان سب کو اور میرے گھر والوں کو آپ کے سب گھر والوں کو جمع مقاصد حسنہ میں بائرا د

فرما اور جمیع ہوم اور غنوم اور جمیع پریشانیوں سے نجات اور عافیت نصیب فرما۔ سارے عالم کے تمام مسلمانوں کو یارب العالمین تمام خیر نصیب فرما اللَّهُمَّ كُلَّ خَيْرٍ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ سارے عالم کے مسلمانوں کو عافیت دارین نصیب فرما کشمیری مجاہدین کے لیے دعا کر لیجئے یہ مجاہدین بے مدغم میں ہیں۔ رسد نہیں ہے ظالم ہندوؤں نے ان کا کھانا پینا بند کیا ہوا ہے۔ اے خدا رحم فرما دے اپنے کلمہ کے نام پر رحم فرمائے اور ان کے لیے کھانے پینے کا غیب سے انتظام فرما دے۔ ان کو طاقت دے دے ان کو ہمت دے دے۔ غلبہ دے دے۔ غیب سے امداد بھیج دے جس طریقہ سے آپ نے جنگ بدر میں بھیجی تھی اگرچہ ہم اس کرم کے لائق نہیں۔ لیکن آپ کا نام کریم ہے محدثین نے جو تعریف کی ہے کریم وہ ہے جو نالائقوں پر مہربانی کر دے۔ لہذا ہم آپ کو کریم سمجھ کر اپنی نالائقی کے باوجود آپ سے رحمت کی درخواست کرتے ہیں کہ جہاں جہاں مسلمان مظلوم ہیں خاص کر کشمیریوں کے معاملہ میں غیب سے مدد فرما اور فتح مسبین عطا فرمایا اللہ جلد سے جلد کشمیر کو فتح عطا فرما اور آزاد کشمیر کی طرح مقبوضہ کشمیر کو بھی آزاد فرما دے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ جو کچھ مانگا لے خدا وہ بھی عطا فرما دے۔ جو ہم نہیں مانگ سکے بے مانگے سب کچھ عطا فرما دے۔ ابا اپنے بچوں کو بعض وقت بے مانگے بھی دیتے ہیں۔ آہ اپنی شفقت سے۔ اس لیے خدا آپ ہمارے ربا ہیں ہمارے مانگنے سے جو کچھ آپ نے دیا۔ جو مانگ رہے ہیں وہ بھی دے دیجئے اور جو نہیں مانگا اپنی رحمت سے اور کرم سے وہ سب کچھ عطا فرما دیجئے جو ہم سب کے لیے آپ کے علم میں مغید ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

سچ کہا ہے نہ جانے اپکو پاپا اپنی جان ہے

ذکر سے جب ملا نورِ جاں میں سیکڑوں جاں ملی مسیری جاں میں
چار سواں کی نسبت کی خوشبو پھیل جاتی ہے سارے جہاں میں
بکس طرح سے چھپاؤں محبت رازِ ظاہر ہے آہ و فغاں میں
چشمِ غماز ہے دردِ نسبت عشقِ مجبور ہے گویاں میں
نیمِ جاں کر دیا حسترتوں نے رہ کے صحرا میں ہوں گستاں میں
آپ کی راہ میں جان دے کر آپ کو پا گیا اپنی جاں میں
یوں تو دنیا سے جانا ہے مجھ کو کام کچھ نیک کھلوں جہاں میں
تیری توفیق کا آسرا ہے در نہ رکھا ہے کسی خاکداں میں
بمثلِ خورشیدِ چمکا دے یارب دردِ مخفی ہے جو مسیری جاں میں

تیری رحمت کے صدقے میں اختر
کیا عجب ہوگا باغِ جہناں میں

عروجِ بندگی

نہ گلوں سے مجھ کو مطلب نہ گلوں کے رنگ و بو سے
بھی اور سمت کو ہے مری زندگی کا دھارا
جو گمے ادھر ہیں پر میرے اشکِ کھٹارے
تو چمک اٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا

عارفِ بلند حضرت اقبالؒ نے لانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ کے ہاتھ سے

ندامت عاشقانِ مجاز

اے کجاں تھا فنا چہرہ پہ آگتی خزاں
اپنی تمام عاشقی بن گئی شرم کا علم
اپنا سر نیار تھا قد موقیع آہ جن کے خم
ان کی خزاں کو دیکھ کر حسیم ہے آج میری غم

عارف اللہ حضرت اقبال مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی